جناب ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی صاحب (لاہور)

ہمیں پاکستان کی ضرورت کیوں ہوئی ؟

شعائر اسلامی :- مسلمان اور ہندو صدیوں سے برصغیر میں ایک جگہ رہ رہے ہیں ۔ مگر ہندوؤں نے مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کبھی قبول نہیں کی ۔ ہر ممکن کوشش کیں ۔ معاندانہ کاروائیاں کیں ، معاشی ، معاشرتی ، تہذیبی ، ثقافتی استحصال کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ۔ الغرض ہر سطح پر مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کئے رکھا ۔ اور ہر بار ان کو منہ کی کھانی پڑی ۔ مسلمانوں کی معاشرت اور روایات ان سے یک سر مختلف تھیں ۔ ہندو اپنے آپ کو آریہ نسل کی اولاد قرار دیتے تھے ، اور اسطرح خود کو برصغیر کی سب اقوام سے بالاتر گردانتے ہیں ۔ جبکہ مسلمانوں کو اپنے شعائر اسلامی پر فخر ہے وہ کسی صورت میں شعائر اللہ کے مقابلہ میں ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے یا انکی برتری تسلیم کرنے پر رضامند نہ ہوتے تھے ، چنانچہ اپنی تہذیب ومعاشرت اور ثقافت کو محفوظ کرنے کیلئے انہوں نے برصغیر میں مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ اسلامی حکومت کا مطالبہ کیا ، جہاں اسلامی تہذیب وروایات پروان چڑھ سکیں اور ان کی حفاظت کی ضمانت مل سکے ۔ مگر یہ اس قدر آسان کام نہ تھا ۔

انگریزوں کی برصغیر ہند میں آمد کے بعد دو ایسے نظریاتی گروپ مدمقابل ہوگئے جو دین اسلام کی استہزاء کے ساتھ ایسے افعال کی ترغیب دیتے جو اسلامی شعائر کے قطعاً منافی تھے ۔ بایں ہمہ ہندوؤں نے جو چھ سال تک بوجوہ مغل سلطنت میں خاموشی اختیار کئے رکھی ، اب انگریزوں سے مل گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کیلئے صف اول میں آکھڑے ہوئے ۔ یہ تمام کاروائیاں کم ازکم دو صدیوں پر محیط ہیں ۔ ان کے تاریخی پس منظر کی دبیز تہوں کو جب تک نہ کھولا جائے آپ کے سامنے تخلیق پاکستان کے سارے عوامل سامنے نہیں آسکتے ۔

ہندوؤں کے روپ بہروپ :-

ہماری موجودہ نسل کا چونکہ ہندوؤں سے واسطہ نہیں پڑا ، اس لئے ان کو ہندوؤں کے روپ بہروپ کے بارے میں اور ان کی ذہنیت کے متعلق کماحقہ واقفیت نہیں ہے ۔ کسی غیر ملک میں جب ان کو ہندو کہیں مل جاتے ہیں تو بہت محبت جتاتے ہیں ، اور بعض اوقات یہ کہہ بھی دیتے

ہیں کہ تقسیم ہند کی لکیر نفرت کی لکیر ہے ۔ جس میں ہمارے بڑوں نے ہمیں رنگ کر دیا تھا وگرنہ پاکستان وہند کی ثقافت ایک ہی تو ہے ۔ ہماری نسل نو اچھی طرح سمجھ لے کہ آج سے سو سال قبل جتنی ہندو مسلمان سے نفرت کرتا تھا ۔ آج بھی ہندو مسلمان سے سو فیصد ہی نفرت کرتا ہے ۔ چونکہ نئی نسل کو ان سے سابقہ نہیں پڑا اس لئے ممکن ہے کہ وہ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر ان کی ملنساری کے اطوار ، خلوص ، ہمدردی ، میل جول سے اس واہمہ میں پھنس جائیں کہ یہ سچ کہتے ہیں ۔ مگر ایک پرانی روایت " بغل میں چھری منہ میں رام رام " کے مصداق کئی سادہ لوح نوجوان مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس گئے اور سوچنے لگے کہ کیا واقعی ہمارے بڑوں نے ان سے علیحدگی اختیار کر کے غلطی کی تھی ۔

ہندوؤں سے بھلا پوچھئے ! پاکستان کے مسلمانوں کو آپ ایسی باتوں سے دام فریب میں مبتلا کر کے راہ ورسم بڑھانے کے لئے سوچتے ہیں ۔ عرب ممالک میں بھی یہی وضاحت کی جاتی ہے ۔ یہی تاثر دیا جاتا ہے کہ ہندو کو دیکھئے مسلمانوں کے ساتھ رہن سہن ، معاملات میں قطعاً تعصب نہیں برتتے ۔ مگر ایسا کیوں ہے ، کہ کروڑوں مسلمان جو ہندوستان میں آباد ہیں ، ذلت وافلاس کی زندگی گزار رہے ہیں ۔ ملازم اور تاجر پیشہ افراد کیلئے ہر قسم کے دروازے بند ہیں ؟ آپ یہ محبت اور خلوص جو یہاں بیرون ملک جتاتے ہیں اپنے ملک ہندوستان میں کیوں نہیں دکھاتے ؟ اور کیوں برابری کا سلوک نہیں کرتے ؟ ہر سال ہندوستان کے کونے کونے میں سری نگر سے لیکر پانڈیچری تک مسلم کش فسادات کیوں برپا رہتے ہیں ؟ جن میں ہزاروں بے گناہ مسلمان مرد ، عورتیں اور بچے قتل کر دیئے جاتے ہیں ۔ آج بھی بھارتی مسلمان جس زبوں حالی کا شکار ہے دیکھ کر رونا آجاتا ہے ۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم افریقہ ، بوسنیا ، فلسطین میں ہونے والے مظالم کے خلاف تو آواز اٹھاتے ہیں مگر بھارت میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوؤں کی یہ دورنگی تصویر ہم وضاحت سے اپنی نئی نسل کو پیش کریں تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ شعائر اسلامی کی پائمالی ہی ہندوؤں کی اول اور آخری ترجیح تھی ۔ جو دوسو سال پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے ۔

ہندوؤں سے علیحدگی کی ضرورت :-

ہندوؤں کے اصل روپ بہروپ کی تصویر کلیتاً چند سطروں میں ہم کھینچنے سے قاصر ہیں ، ان کے لئے تو تحریروں کے دفتر درکار ہیں ۔ آجکل کی نسل اس سے واقف نہیں کہ وہ کیا حالات

تھے جن کی وجوہات کے سبب ان کے بزرگوں نے ہندوں سے الگ ہوجانے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ چونکہ نئی نسل کے لوگ ہندوؤں کی منکسرانہ ذہنیت وتربیت محبت اور منافقانہ چالوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور ان کے خام ذہن ایسی باتوں کا جلد اثر قبول کرلیتے ہیں، کیونکہ ان کو ہندوؤں کے ساتھ مل جل کر رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ دراصل ایسے مضامین ہمارے بچوں کے نصاب تعلیم میں شامل ہونے چاہئیں۔ جن سے بچوں اور نوجوانوں کو شرح صدر ہوسکے۔ کہ ہمارے اسلاف نے قطعاً کوئی غلطی نہیں کی تھی، انکو معلوم نہیں کہ ہندو مسلمان کو کس قدر ناپاک سمجھتا ہے، اور مسلمانوں کو صرف چھو جانے سے ان کا دھرم بھرشٹ (دین خراب) ہوجاتا ہے۔ اور ان پر فوری طور پر اشنان (غسل) واجب ہوجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو کسی بھی غیر ہندو کا وجود برداشت کرنے کاروادار نہیں تھا اور نہ ہے۔ وہ برابری کی سطح پر مسلمان کو زندگی گزارنے کا حق دینے کا سخت مخالف تھا۔ اس لئے ہندوں کے ساتھ بقائے باہمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ اس نے تو مسلمانوں کو نجس اور ناپاک قوم کی حیثیت سے زیادہ کبھی حیثیت نہیں دی۔

دونوں قوموں کے نظریات میں اختلافات :-

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں دو بڑی قومیں مسلمان اور ہندو آباد تھیں، اور دونوں قومیں ھزار سال کے لگ بھگ ایک ہی ساتھ رہ رہیں تھیں، چھ سو سالہ مغل حکومت کے دوران چند بادشاہوں کو چھوڑ کر سب نے ہندو عورتوں سے شادیاں کیں۔ گو ہمیں ان عوامل سے ذرہ بھر بھی اتفاق نہیں ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کوئی اچھا کام کیا تھا۔ کیونکہ اسطرح ہندوؤں کے رسم ورواج، ثقافت وتہذیب کو بڑا عروج حاصل ہوا جو کہ اسلامی طرز معاشرت پر ایک بڑی ضرب تھی۔ مگر دیکھ لیجیئے ان سب باتوں کے باوجود ہندو قوم نے ہمیشہ مسلمان کو ملیچھ (گندی ذات) کہہ کر پکارا، اور کہیں سمجھوتے کے آثار نمودار نہ ہوسکے۔ اسکی بڑی وجہ مذہبی تضاد تھا۔ ایک قوم جس جانور یعنی گائے کی پرستش (عبادت) کرتی ہے۔ اس کے پیشاب کو بچے کی گھٹی میں ملاکر بوقت پیدائش پلاتی ہے۔ جس کا گوبر متبرک سمجھا جاتا ہے۔ وہی گائے مسلمانوں کے لئے خوراک گوشت کا منبع ہے۔ ان کے اعتقاد کے مطابق مسلمان ایک ناپاک قوم ہے۔ اسٹیشنوں پر ہندو پانی الگ رکھا جاتا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں کوئی ہندو لڑکا مسلمان کی سبیل سے پانی نہیں پیتا۔ کیونکہ مسلمان ان کی نظر میں ناپاک ہوتے ہیں۔ ہندو لڑکا اگر کبھی غلطی سے کسی مسلمان کے برتن میں کھاپی لیتا ہے تو اس پر غسل واجب ہوجاتا ہے اور فوری کپڑے تبدیل کرنے ضروری ہو

جاتے ہیں ۔ پھر آپ تصور کیجئیے کہ ان حالات میں مسلمان ہندوں کے ساتھ کسطرح گزارا کر سکتا تھا۔ ہندو کا ایک طرف تو رویہ اور سلوک مسلمانوں کے ساتھ انتہائی حقارت آمیز تھا، مسلمانوں کو ناپاک قوم سمجھتے تھے، شعائر اسلام کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے تھے جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی، اور دوسری طرف یہ لوگ مسلمانوں کو ناپاک قوم سمجھتے اور اکھنڈ بھارت کے نعرے لگاتے۔

نظریہ پاکستان کی ابتداء کیسے ہوئی :-

انگریزوں نے جب ہندوستان پر تسلط حاصل کرلیا تو یہاں اپنی ثقافت کی جذب وترویج شروع کردی ہندو ثقافت میں اپنی پختگی نہ تھی، نہ ان کی عورتیں پردہ کرتی تھیں، نہ سوسائٹی کے میل جول کو برا سمجھتی تھیں، کیونکہ ان کے مذہبی شعائر میں اس کی پابندی نہ تھی۔ مسلمان مرد اپنی عورتوں کو ایسے اجتماعات میں لے جانا اور دیگر ثقافتی پروگراموں میں شمولیت دینی شعائر کے خلاف سمجھتے تھے۔ ان حالات میں ہندو قوم فرنگیوں سے درپردہ قریب ہوتی چلی گئی۔ اس کے علاوہ ہندوؤں نے فرنگیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جسمیں وہ سو فیصد کامیاب ہوگئے کہ مسلمان دونوں (ہندو اور فرنگی) کا واحد دشمن ہے۔ چونکہ اسکا (مسلمان) مذہب غیر مسلم کو کافر کہتا ہے، لہذا مسلمان اور کافر کا سمجھوتہ کیسا ؟ فرنگی نے ان حالات میں انکو دور سے دور تر کرنے کی کوشش شروع کردی۔ منفرد اسلامی ثقافت کا تصور جو ازل سے مسلمانوں کے دل میں جاگزیں تھا وہ ہی دراصل ایک الگ سرزمین کے حاصل کرنے کا سبب بن گیا۔

انگریزوں نے دراصل اٹھارویں صدی کے اوائل میں تاجروں کی صورت میں آہستہ آہستہ برصغیر میں آمد شروع کردی تھی۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درپردہ یہاں اقتدار حاصل کرلیا۔ مسلمان حکمران اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہوگئے۔ انگریزوں نے ان کی کمزوریوں، افتراق اور خانہ جنگیوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ہندوؤں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ اور آخر کار مسلمانوں سے اقتدار چھین لیا۔ مسلمان اسلامی شعائر میں اتنے کمزور ہوچکے تھے کہ بس نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ وگرنہ اندر سے کھوکھلے تھے۔

انگریزوں نے حکومت حاصل کرنے کے بعد ہندوؤں کو ہر قسم کی مراعات دیں۔ حتیٰ کہ ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگرس کی بنیاد ہی انگریزوں نے رکھی۔ اس کانگریس کے ذریعے مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے انگریزوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پرورش کی اور تھپکیاں

ودلا سے دلا کر ایک نیا مذہب اسلام کے مقابلے میں کھڑا کرنا انگریزوں ہی کا کارنامہ تھا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں ہندوؤں کی جانب سے تقسیم بنگال کی جس انداز میں مخالفت کی گئی اس نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگادیا۔ پھر جب انگریزوں نے ہندوؤں کے مطالبے کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تو مسلمانوں کا انگریز حکومت پر سے مکمل اعتماد اٹھ گیا۔ اس طرح مسلمانوں نے اپنی ایک الگ اسلامی تنظیم مسلم لیگ قائم کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مسلم لیگ نے جب لکھنؤ پیکٹ کے ذریعے کانگریس سے مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ کیا اور جس طرح تحریک خلافت کے دوران ہندوؤں نے مسلمانوں کو دھوکہ دیکر سازشیں کیں ان سے مسلمانوں کو بہت دھچکا پہنچا۔ برصغیر میں مسلمانوں کے خلاف شدھی سنگھٹن تحریک نے ہندوؤں کی مسلم کش ذہنیت کی کھلی کھول کر عکاسی کردی۔ نہرو رپورٹ کی تجاویز اور گول میز کانفرنس میں ہندوؤں کے رویہ نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور اسکے بعد رہی سہی کسر 39-1937ء کے دوران بننے والی وزارتوں نے پوری کردی۔ اب مسلمان سمجھنے لگے کہ اگر انگریز چلے گئے اور اس ملک کی باگ ڈور ہندوؤں کے ہاتھ آگئی تو وہ تمام عمر غلام بن کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی بہتری کی خاطر ان کے لیے ایک اسلامی ریاست یا اسلامی مملکت کا قیام ضروری سمجھا۔

اسلامی مملکت کیلئے قربانیاں :۔

ایک اسلامی مملکت کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے جن حالات میں نظریہ قائم کیا تھا وہ ہی نظریہ پاکستان تھا۔ یہ وہ تصور تھا جسکی بنیاد پر ایک الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ یہ سب اسلامی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تھا۔ جو مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت تھی کہ مسلمانان ہند نے ہندوؤں اور نگریزوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو فعال تحریک چلائی اس کا بنیادی مقصد صرف اور صرف ایک ایسی اسلامی، فلاحی مملکت کا قیام تھا جو شریعت الہیٰ اور شریعت محمدیؐ کے تابع ہوگی۔ جہاں اسلامی معاشرہ قائم ہوگا ایسی تحریک کے دوران جو ظلم وستم انگریزوں اور ہندوؤں نے کئے ان تشدد آمیز، خونچکاں داستانوں کو دائرہ تحریر میں کہاں تلک لایا جائے۔ برصغیر میں تقریباً بیس لاکھ مسلمان مرد عورتیں اور بچے گولیوں، برچھیوں اور بھالوں سے خون میں نہلائے گئے۔ ہزاروں مسلمان عورتیں اپنا دامن عصمت بچانے کے لئے کنوؤں، تالابوں اور دریاؤں میں کود کر شہید

ہوگئیں ۔ امرتسر، لدھیانہ ، پٹیالہ ، فیروز پور سے بھری ہوئی ریل گاڑیاں روانہ ہوئیں ۔ جو کبھی پاکستان نہ پہنچ سکیں ۔

اکھنڈ بھارت کے خواہاں جب مسلمانوں کے درپئے آزار ہوگئے تب پاکستان کی تحریک نے جو راہ دکھائی اور سمت متعین کی وہ صرف اور صرف " لاالہ الااللہ " ہی تھی ۔ اسی مملکت کے قیام میں ہماری زیست کا پیغام مضمر تھا ۔ اسی پر قوم کے وجود وبقاء کا انحصار تھا ۔ یہی اسلام کی طرز زندگی گزارنے کا واحد راستہ تھا ۔ یہ نظریہ کسی سیاسی ، معاشی پروگرام کے تحت نہیں بنایا گیا تھا ۔ بلکہ صرف مسلمانوں کے عقائد کو مربوط کرکے وحدت کی شکل میں معرض وجود میں لانا تھا ۔ جو بفضل ربی معرض وجود میں آگیا ۔

نظریہ پاکستان درحقیقت ہمیں خدائے وحدہ لاشریک کی اطاعت اور اسکے خاتم النبین سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا درس دیتا ہے ۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی مسلمانوں نے اس نظریہ کی تحت گذشتہ چودہ سو سالوں میں اپنے لئے راہ صواب نکالنے کی سعی کی ، کامیابیوں نے ان کے قدم چومے اور مسلمانوں نے اپنے سے کئی گنا بڑی باطل قوت سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کردیا ۔ اسی واطیعوا اللہ اور واطیعوا الرسول ؐ سے منسلک ہوکر اسی نظریہ کی بنیاد رکھی گئی ۔ اور اسی نظریئے پر انشاء اللہ قائم رہے گی ۔ قومی نظریہ اور نظام اسلام ہماری زندگی میں لازم وملزوم ہیں ۔ اسی نظریہ کے تحت ہمارے قومی تشخص اور وجود کی پہچان ہے ۔ اور یہی نظریہ ہمارے قومی اتحاد کی علامت ہے ۔ مسلمانان ہند نے برصغیر میں آزاد اسلامی مملکت کا مطالبہ اسی لئے کیا تھا کہ خدائی آئین بموجب قرآن ہم زندگی بسر کریں ۔ یعنی پاکستان کا مطلب کیا :

" لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ "

بقیہ صـ۲۳

عروس خلافت اسلامیہ سے ہمکنار ہوچکے ہوتے تو ساری قربانیاں اس راہ میں ہیچ ہوتیں ۔ مگر آج تو " اندیشے " حقیقت بنکر ہمارا منہ چڑھا رہے ہیں اور

اندیشہ بھی جس بات کا اندیشہ جاں تھا　　آنکھوں سے اب اس حال کو میں دیکھ رہا ہوں

" سقوط مشرقی پاکستان " کا یہ واحسیہ کبریٰ اگر کسی طالب العلم کی متجسسانہ اور بے چین طبیعت کو مداوائے زخم جگر کی تلاش میں ان قصہ ہائے پارینہ کی طرف لے گئی تو اس " جرات گستاخانہ " کو قابل عفو سمجھ لیا جائے اور اس لیے کہ

بیکاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل　　جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی